# سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان تاریخی آویزش

محمد اعظم چوہدری*

**ABSTRACT:**

First four sikhs out of ten named Guru Nanak, Guru Angad, Amar Das and Ram Das were separated from country Politics. Due to which gurus had good relations with Babar, Humayun and Akbar. From fifth Guru Arjun, the designation of guru converted on hereditary basis in the era of Jahangir and they were declared true King similar to the Mughal King. The three incidents, the murder of Guru Arjun, Guru Tegh Bahadur and the murder of two sons of the last guru (Guru Gobind), were basis of Sikh Muslim Historical Conflict. This study throw light on the historical events of Sikh Muslim conflict in sub-continent.

سکھ مت کے بانی بابا گورونانک (۱۴۶۹۔۱۵۳۹ء) سلطان بہلول لودھی کے زمانے میں تلونڈی (ننکانہ صاحب) میں کلیان چند بیدی المعروف کالو پٹواری کے گھر پیدا ہوئے۔ جوانی میں پنجاب کے حاکم دولت خاں کے ماتحت مودی خانہ کے نگران کی حیثیت سے آٹھ نو سال ملازمت کی۔ اسی دوران ۳۰ سال کی عمر میں گوروائی کے منصب (روحانی القاب) سے سرفراز ہوئے۔ پہلا کلمہ اِن کی زبان سے یہ نکلا کہ ''نہ کوئی ہندو، نہ کوئی مسلمان'' سب بھائی بھائی ہیں۔ انہوں نے اگرچہ اسلامی عقیدہ توحید کو اپنایا تھا، لیکن بدھ عقیدہ نروان کی بھی تقلید کی(۱)۔ مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر نے ۱۵۲۰ء میں جب ہندوستان پر تیسرا حملہ کیا، اس وقت نانک اپنے دوست لالو کے پاس ایمن آباد (گوجرانوالہ) میں موجود تھے۔ اس معرکے کے دوران ہزاروں لوگوں کے ہمراہ نانک بھی گرفتار ہوئے۔ جب بابر کو آپ کے بارے میں علم ہوا تو اس نے نانک سے ملاقات کی اور نانک کی فرمائش پر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ جس کے باعث نانک نے خدا کے حضور میں دعا کی کہ بابر کے خاندان کو طویل مدت تک حکومت میسر رہے۔ جب شیر شاہ سوری کے ہاتھوں نصیر الدین ہمایوں کی حکومت ختم (۱۵۴۰ء) ہوئی تو ہمایوں نانک کے گدی نشین گورو انگر (گوروائی ۵۲۔۱۵۳۹ء) کے پاس گئے اور سوال کیا کہ ہماری سلطنت کو نانک نے دعا دی تھی اور ان کی آشیر باد حاصل تھی، پھر یہ کیسے اتنی جلدی ختم ہوگئی، انگر نے جواباً کہا کہ نانک کا فرمان کبھی غلط نہیں ہوسکا۔ آپ چند ہی برسوں میں پھر شہنشاہ بن جائیں گے(۲)۔

* ڈاکٹر، پروفیسر شعبۂ سیاسیات، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی برقی پتا: drazamchaudhary@gmail.com
تاریخِ موصولہ: ۴/۴/۲۰۱۴ء

اکبر بادشاہ (حکمرانی ۱۵۵۶۔۱۶۰۵ء) کے دربار میں چند ہندوؤں بالخصوص برہمنوں نے تیسرے گوروامرداس (گوروائی ۷۴۔۱۵۵۲ء) کے خلاف ہندومت کو مسخ کرنے کی شکایت کی۔اکبر بادشاہ اپنی وسیع المشرقی کی وجہ سے پہلے ہی گوروامرداس سے مل کر اور متاثر ہو کر گمٹالہ اور سلطان ونڈ وغیرہ کے دیہات گوروامرداس کو تحفے کے طور پر پیش کر چکا تھا، ہندوؤں کی شکایت پر اکبر بادشاہ نے گورو کو دربار میں بلوایا، گوروخودتو دربار میں حاضر نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اپنے ایک قریبی پیروکار رام داس (بعد میں چوتھے گورو) کو بھیج دیا۔رام داس نے ہندوؤں کے الزامات کا نہایت مدلل انداز میں جواب دیا۔سکھ روایات کے مطابق گورورام داس نے اکبر بادشاہ کے مشورے پر ہندوؤں کی مخالفت کم کرنے کے لیے گنگا اشنان کے لیے ہردوار کے تیرتھ کا دورہ کیا۔گورو نے اکبر بادشاہ سے درخواست کر کے ہردوار کے تیرتھ پر عائد ''یاترا ٹیکس'' ہٹوادیا۔اس سے پنجاب کے بعض ہندوزمیندار سکھ مت کی طرف مائل ہوئے۔ایک دفعہ خود اکثر بادشاہ گورو امرداس سے ملنے کے لیے دریائے بیاس کے کنارے گوئندوال (ترن تارن) گیا اور وہاں اپنی بیگمات اور پوتے خسرو کے ہمراہ تناول طعام (لنگر) بصد ذوق وشوق فرمایا(۳)۔اکبر بادشاہ کے چوتھے گورورام داس (گوروائی ۸۱۔۱۵۷۴ء) اور پانچویں گوروارجن (گوروائی ۱۵۸۱۔۱۶۰۶ء) سے بھی بہت اچھے مراسم رہے۔

چوتھے گورو کے دور میں رضا کارانہ نذرانوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور گوروجی شاہانہ انداز میں زندگی گزارنے کے قابل ہو گئے۔اسی گورو کے دَور میں جب اکثر بادشاہ کو امرتسر میں مذہبی مرکز کے قیام کا پتا چلا تو ۵۰۰ بیگھہ زمین فقرا اور لنگر کے اخراجات پورے کرنے کے لیے عنایت کی(۴)۔

اکبر بادشاہ کے بعد ۱۶۰۵ء میں جب جہانگیر تخت نشین ہوا تو گوروارجن اور بادشاہ کے تعلقات میں بگاڑ شروع ہوا۔اِس کی وجوہات بیان کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ گوروارجن سے گورو کا عہدہ موروثی ہو گیا تھا(۵) اور سکھ گوروؤں نے مغل بادشاہ کے مقابلے میں ''سچا بادشاہ'' کہلوانا شروع کر دیا تھا۔گوروارجن کی جانب سے مقدس کتاب گرنتھ صاحب کی ترتیب، ہرمندر (دربار صاحب) کی تعمیر اور دسونتھ (عشر) کے نظام کے قیام کی وجہ سے سکھ تحریک وتنظیم مذہبی، سیاسی اور اقتصادی طور پر بہت مستحکم ہو گئی تھی۔گوروارجن کو اپنے بھائی، پرتھی چند، لاہور کے دیوان چندولال شاہ اور شہزادہ خسرو کی وجہ سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔پرتھی چند گوروارجن کے مقابلے میں گدی کا دعویدار تھا۔چندولال اپنی لڑکی کی شادی گورو کے اکلوتے بیٹے ہرگوبند سے کرنا چاہتا تھا۔گورو کے انکار پر چندولال اِس کے خلاف ہو گیا۔سکھ تاریخ میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ گورو کے کچھ بدخواہوں نے جہانگیر کے پاس جا کر شکایت کی کہ گوروارجن نے قرآن، بائبل اور ویدوں کے مقابلے میں ایک کتاب ''گرنتھ صاحب'' مرتب کی ہے۔جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو بے پناہ کوسا گیا ہے اور ان کے پیغمبروں اور اوتاروں کی تکذیب کی گئی ہے۔اس شکایت پر بادشاہ نے گرنتھ صاحب کو دیکھنے کے لیے منگوایا۔گورو نے اپنے چیلوں کے ہمراہ گرنتھ صاحب جہانگیر کو بھیج دیا۔جہانگیر نے خود ہی اوراق پلٹ کر ایک جگہ سے پڑھنے کا حکم دیا تو یہ

شبہ سامنے آئے (۶)۔

فریدا بے نمازا کُتیا ایہہ نہ بھلی رِیت
کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مِسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گزار
جو سِر سائیں نہ نیویں اوہ سِر کپ اُتار

ترجمہ: اے بے نماز فرید کُتے یہ اچھی ریت نہیں ہے تو کبھی بھی پانچ وقت مسجد میں چل کر نہ آیا، فرید اٹھ کر وضو بنا اور صبح سویرے نماز ادا کر جو سر اپنے مالک کے سامنے نہ جھکے اُسے کاٹ دے۔

اِس کے بعد جہانگیر نے اور بھی متعدد مقامات سے گرنتھ صاحب کے شبد سننے اور شکایت کرنے والوں کو ڈانٹ دیا۔

جہانگیر کو حکومت سنبھالے ابھی چند ماہ ہوئے تھے کہ اس کے بڑے فرزند شہزادہ خسرو نے بغاوت کردی اور ترن تارن کے مقام پر گورو ارجن سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران گورو نے شہزادے کو پانچ ہزار روپے نقد دیے۔ راج تلک لگایا اور فتح کے لیے دعا کی (۷)۔ معروف سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ کے مطابق شہزادہ خسرو نے اپنی ملاقات میں گورو ارجن کو پیشکش کی تھی کہ اگر وہ اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو پنجاب کی حکومت گورو ارجن کے حوالے کردی جائے گی۔ بغاوت کی وجہ یہ تھی کہ خسرو نے کسی کمشنر کی خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر زبردستی اپنے گھر میں ڈال لیا۔ کھتریوں نے مل کر بادشاہ سے فریاد کی تو جہانگیر بادشاہ نے خسرو کی گرفتاری کا حکم دیا۔ خسرو نے مقابلہ کیا اور آخرکار جہلم کے پاس ایک مسجد میں نماز کے دوران گرفتار ہوا۔ جہانگیر نے اس کے ساتھیوں کو زمین میں گڑوا دیا اور اِسے قتل کروا دیا۔ ایک سکھ عالم کا بیان ہے کہ پہلے چار گورو صاحبان تو بالکل ہی ملکی سیاست سے الگ تھلگ رہے، لیکن پانچویں گورو ارجن ملک کی آزادی اور سالمیت کے لیے سکھ سنگتوں میں دنیاوی جاہ وجلال پیدا کرنے کی غرض سے متعدد اسکیمیں روبہ عمل لائے (۸)۔ یہی وجہ ہے کہ جہانگیر نے گورو ارجن کو معاف نہیں کیا اور شہزادہ خسرو کی بغاوت میں معاونت کی وجہ سے گورو کو قلعہ دار سردار فرید الدین المعروف بہ مرتضیٰ خاں کے ذریعے گرفتار کروا کر لاہور منگوایا اور اُسے دو لاکھ روپے جرمانہ ادا کرنے کو کہا گیا جو گورو کے بس کی بات نہ تھی۔ اس موقع پر چندو لال نے بادشاہ سے کہا کہ فتنہ وفساد کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ گورو کا کام تمام کر دیا جائے یا گرنتھ صاحب پر عہد لیا جائے کہ وہ آئندہ بادشاہ کے خلاف کسی اقدام کی حمایت نہیں کرے گا۔ بادشاہ کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس کے بعد چندو لال گورو کے پاس گیا اور کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ رشتہ قبول کرلو ورنہ مارے جاؤ گے۔ گورو کے آخری انکار پر چندو لال نے غصے میں آکر جلاد کو بلایا اور حکم دیا کہ گورو کی گردن اڑا دی جائے۔ گورو نے آخری خواہش کے طور پر غسل کی اجازت چاہی اور ۳۰ مئی ۱۶۰۶ء کو دریائے راوی کے کنارے پر جوتی جوت سما گئے (۹)۔ یعنی ایسا غوطہ لگایا کہ پھر کبھی منظر عام پر نہ آئے۔ اس واقعہ کی یاد میں شاہی قلعہ لاہور کے سامنے گوردوارہ دہرا صاحب اور گورو ارجن کی

سمادھی بنی ہوئی ہے۔ یہ سکھ مسلم کشیدگی کا نشان ہے۔ لال درمن نے لکھا ہے کہ یہ گورو گھرانے کے پہلے شہید ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ خاص ایک ناپاک ہندو کھتری چندو لال کے ہاتھ سے دھرم دھام کو سدھارے (۱۰)۔

پاکستانی دانشور فخر زمان کے بقول جہانگیر کے ہاتھوں گورو ارجن کے قتل کے دو نتائج نکلے۔ پہلا یہ کہ سکھوں کی انتہائی پُرامن تحریک جو انسان دوستی کے رویوں پر مبنی تھی جنگجویانہ رُخ اختیار کرگئی اور یہ رویہ گورو کے قتل کے بعد روز بروز مستحکم ہی ہوتا چلا گیا۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ سکھوں کے دلوں میں مسلمان بادشاہ کے خلاف نفرت پیدا ہوگئی۔ جس سے سکھ مسلم دشمنی کے بیج پروان چڑھنے لگے اور سکھ (چیلے) سنگھ (شیر) بن گئے۔ اِس کی ذمہ داری جہانگیر کے سر جاتی ہے (۱۱)۔

چھٹے گورو ہر گوبند (گوروائی ۴۴۔۱۶۰۶ء) نے اپنے والد کا بدلہ لینے کے لیے ایک عسکری نظام قائم کیا۔ مذہبی تعلیم کے ساتھ عسکری تعلیم دینے کے لیے ہرمندصاحب کے بالمقابل ''اکال تخت'' تعمیر کروایا (۱۲)۔ تھوڑے ہی عرصے میں گورو کے پاس آٹھ سو اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور ایک ہزار تربیت یافتہ سکھ جانباز جمع ہوگئے۔ گورو کی اِس جنگجوانہ صلاحیت کو دیکھتے ہوئے جہانگیر نے انہیں اپنی فوج میں ایک فوجی سردار کی حیثیت سے شامل کرلیا۔ لیکن وہ اپنی ملازمت میں مجرموں اور مفروروں کو شامل کر کے اُن کی تنخواہ کو اپنے مصرف میں لانے لگے۔ گورو کی اِس حرکت پر انہیں ایک سال کے لیے قلعہ گوالیار میں نظر بند بھی کیا گیا۔ اس ضمن میں حضرت میاں میر (۱۵۷۲۔۱۶۳۵ء) نے جہانگیر کو آگاہ کیا کہ گورو پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں اور اس میں پرتھی چند اور چندو لال کا ہاتھ ہے۔ چنانچہ جہانگیر نے گورو جی کی رہائی کا حکم دیا اور گورو جی کو پنج ہزاری منصب مع خلعت سے نوازا (۱۳)۔

جہانگیر کی وفات کے بعد ۱۶۲۸ء میں شاہجہاں تخت نشین ہوا تو پنجاب کی گورنری شاہجہاں کے بڑے بیٹے داراشکوہ کو ملی۔ گورو ہر گوبند اور داراشکوہ میں جلد ہی کمال درجے کی محبت ہوگئی۔ گورو جی اپنا زیادہ وقت لاہور میں گزارنے لگے۔ لیکن جلد ہی گورو کے مرکزی حکومت سے تعلقات خراب ہوگئے اور نوبت مسلح جھڑپوں تک پہنچ گئی۔ ۲۹۔۱۶۲۸ء کے عرصے میں شاہی فوجیوں اور سکھوں کے مابین تین جھڑپیں رونما ہوئیں۔ پہلی جھڑپ میں امرتسر کے قریب سپہ سالار مخلص خاں، دوسری جھڑپ میں ستلج پار سہیرا کے مقام پر قمر بیگ اور لعل بیگ اور تیسری جھڑپ میں کرتار پور جالندھر والا کے نزدیک پینڈا خان مارا گیا (۱۴)۔

ساتویں گورو ہر رائے (گوروائی ۱۶۔۱۶۴۴ء) اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے نرم مزاج اور صلح پسند انسان تھے، سوائے ایک موقع کے جب ۱۶۵۸ء میں داراشکوہ (گورنر پنجاب) اپنے بھائی اورنگزیب عالمگیر کی فوجوں سے بچ کر راہ فرار اختیار کر رہا تھا، انہوں نے داراشکوہ کو بچانے میں اعانت کرنے کے علاوہ کوئی سیاسی اقدام نہیں کیا۔ داراشکوہ کی شکست اور قتل کے بعد عالمگیر نے گورو ہر رائے کو دہلی طلب کیا۔ گورو نے خود دہلی جانے کی بجائے اپنے بڑے صاحبزادے رام رائے کو عالمگیر کی خدمت میں بھیج دیا۔ رام رائے ایک دانشور اور منجھا ہوا سیاستدان تھا۔ عالمگیر نے اس کے ساتھ بہت فیاضانہ

سلوک کیا۔جس سے متاثر ہوکر رام رائے عالمگیر کا ہم رکاب ہوگیا اور شاہی خدمات انجام دینے لگا۔اُس نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گرنتھ صاحب میں تحریف کرتے ہوئے ''مٹی مسلمان کی پیڑے پئی کمہار'' کومٹی بے ایمان کی پیڑے پٹی کمہار کرڈالا تھا(۱۵)۔اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں سکھ مت کے خلاف کی تھیں۔ان وجوہات کی بنا پر گورو ہررائے نے اس سے ناراض ہوکر اپنے دوسرے چھ سالہ صاحبزادے گورو ہرکش کو اپنا جانشین مقرر کرکے رام رائے کو گورو گدی سے محروم کردیا(۱۶)۔آٹھویں گورو ہرکش صرف تین سال (۶۴۔۱۶۶۱ء) گورو رہنے کے بعد چیچک کی بیماری سے دہلی میں فوت ہوگئے۔

نویں گورو تیغ بہادر (گوروائی ۷۵۔۱۶۶۴ء) ریاست دوست انسان تھے۔انہوں نے فقیری کا انداز ترک کرکے امیری کا انداز اختیار کیا۔گورو جی کا بڑھتا ہوا اثر ورسوخ عالمگیر کی حکومت کے لیے پریشان کن تھا۔مئی ۱۶۷۵ء میں کشمیری پنڈتوں کا ایک وفد گورو جی سے ملا۔وفد نے کشمیر کے نئے صوبیدار شیر افگن خاں کی طرف سے غیر مسلم آبادی پر ہونے والے مظالم اور قبولِ اسلام کے لیے دباؤ کی المناک داستان سنائی اور مدد کی درخواست کی۔یوں گورو جی ہندوؤں کی حمایت میں اپنے پانچ ساتھیوں کے ہمراہ دہلی کی طرف چل دیے(۱۷) دوسری روایت یہ ہے کہ گورو تیغ بہادر اور ایک متعصب مسلمان حافظ آدم نے مل کر اپنے اردگرد لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع کرلی تھی۔جن کی مدد سے وہ ہندوؤں اور مسلمانوں سے زبردستی رقوم طلب کرتے تھے چنانچہ وقائع نویسوں کی شکایت پر انہیں دہلی طلب کیا گیا(۱۸)۔دہلی جانے سے قبل اپنے نو سالہ صاحبزادے گوبند کو اپنا جانشین مقرر کیا۔دہلی پہنچنے پر قاضی نے گورو جی سے اسلام قبول کرنے کو کہا۔گورو کے انکار پر قاضی نے کوئی معجزہ (کرامت) دکھانے کو کہا تو گورو نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر کچھ لکھ کر ایک دھاگے کے ساتھ تعویذ کی طرح گلے میں ڈال لیا اور کہا کہ اس پر تلوار اثر نہیں کرے گی۔چنانچہ تلوار چلائی گئی تو گورو جی کا سر تن سے جدا ہوگیا(۱۹)۔جب کاغذ کھول کر دیکھا گیا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ ''سیس دیا پر سر نہ دیا'' یعنی جان دے دی مگر خدا کا بھید ظاہر نہیں کیا۔سکھوں نے انہیں شہید اعظم کا درجہ دیا ہے۔دہلی کے چاندنی چوک میں جہاں گورو صاحب نے یہ لاثانی قربانی دی اب وہاں اس واقعہ کی یاد میں گوردوارہ سیس گنج صاحب بنا ہوا ہے۔

دسویں اور آخری گورو گوبند سنگھ (گوروائی ۱۶۷۵۔۱۷۰۸ء) نے مغل حکومت سے اپنے والد کے قتل کا بدلہ لینے کو نصب العین قرار دیا۔۹ سالہ گورو نے کم عمری کی وجہ سے ۲۰ سال گڑھوال کے پہاڑی علاقے میں پونٹہ کے مقام پر قیام کیا۔۱۳/اپریل ۱۶۹۹ء کو بیساکھی کے موقع پر پاہل کا ایک نیا سلسلہ شروع کرکے ہزاروں لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرلیا اور انہیں سکھ سے سنگھ بنا دیا اور ہر سکھ کے لیے پانچ ککے (کیس، کنگھا، کڑا، کرپان اور کچھا) لازمی قرار پائے۔انہوں نے اپنے آپ کو آخری گورو اور گرنتھ صاحب کو امر گورو قرار دیا۔اس موقع پر بھائی نندلال نے سکھ پنتھ کو ایک نیا نعرہ دیا ''راج کرے گا خالصہ آکی رہے نہ کوئے'' اس نعرے کی عملی تعبیر ۱۱/مارچ ۱۷۸۳ء کو اس وقت ہوئی جب سکھ بابا بگھیل

کی قیادت میں ایک بار دہلی دربار پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے(۲۰)۔

خالصہ کی تشکیل سے کافی طاقت حاصل کر لینے کے بعد گورو جی نے مغل حکومت سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ابتدا میں گورو نے اپنے اسّی ہزار جاں نثاروں کی مدد سے بعض پہاڑی ریاستوں (باہن، بلاسپور، اندور، نالہ گڑھ اور کانگڑہ وغیرہ) کو مطیع کیا۔ان فتوحات میں سڈھورا کے پیر بدھو شاہ (سید عبدالبدو) اور اُن کے مریدوں نے سکھوں کی بڑی مدد کی۔یہی وجہ ہے کہ آج تک سکھ سادات ساڈھورہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔پہاڑی راجاؤں نے سکھوں کے حملوں سے تنگ آکر بطور باجگزار عالمگیر سے تحفظ دینے کی درخواست کی۔عالمگیر نے پہلے پائندہ خاں اور دین بیگ کی سرکردگی میں فوج روانہ کی جس میں ہندو راجاؤں کے علاوہ گوجر اور رانگھڑ قبائل بھی شامل تھے۔اس لڑائی (۱۷۰۴ء) میں سکھوں کی کثیر تعداد ماری گئی۔مغل فوج نے آنند پور کا محاصرہ کر لیا اور ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی،لیکن گورو نے اسے مسترد کر دیا۔اس کے بعد کچھ سکھ گورو کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔اِن کی ماتا مائی گجری بھی دو کم سن پوتوں زور آور سنگھ اور فتح سنگھ کے ہمراہ آنند پور (روپ نگر) سے کوچ کر گئی۔گورو بھی اپنے دو عقیدت مند سرداروں نبی خاں اور غنی خاں کی مدد سے ایک روز رات کی تاریکی میں ۴۰ پیروکاروں کے ہمراہ قلعے سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔چمکور (روپ نگر) کے مقام پر مغل فوج اور گورو کے پیروکاروں کے درمیان مقابلہ ہوا۔جس میں پانچ کے سوا تمام سکھ ہلاک ہو گئے۔گورو کے دو صاحبزادوں اجیت سنگھ اور جوجھار سنگھ کو ان کی ماں سندری کے سامنے قتل کیا گیا۔اس معرکے میں نیلے گھوڑے والے گورو نے بلاشبہ بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اپنے ہاتھ سے شاہی فوج کے کمانڈر ناہر خان کو ہلاک اور دوسرے خواجہ محمد کو زخمی کر دیا۔تاہم یہ مٹھی بھر جان نثاروں کا غالب اکثریت سے مقابلہ تھا۔ماتا گجری اور ان کے دو پوتوں کو گنگو نامی برہمن نے راہنمائی کے نام پر ان کا مال و دولت چوری کر کے انہیں گرفتار کروا دیا،جنہیں سرہند کے صوبیدار وزیر خاں کے حکم سے قتل کر دیا گیا یا زندہ دیوار میں چُنا دیا گیا(۲۱)۔اس صدمے سے ماتا گجری کا انتقال ہو گیا۔

گورو نے بھیس بدل کر چمکور سے بہلول پور (لدھیانہ) پہنچ کر اپنے فارسی کے استاد قاضی پیر محمد کے پاس پناہ لی۔فرید کوٹ اور بٹھنڈہ کے جنگلات میں گھوم پھر کر خالصوں سے رابطہ قائم کیا اور بارہ ہزار خالصوں کی ایک فوج تیار کر لی اور وزیر خاں کے ایک حملے کو فیروز پور کے قریب مکتسر کے مقام پر ناکام بنایا۔اس کے بعد گورو سرہند آئے،یہ وہ جگہ تھی جہاں ان کے دو کمسن صاحبزادوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔گورو کے جانثاروں نے ان سے التجا کی کہ اے سچے بادشاہ ہمیں حکم دیں کہ ہم اس شہر کو جلا کر راکھ کر دیں،لیکن گورو نے مصالحت کی پالیسی کو اپناتے ہوئے ایسا کرنے سے منع کر دیا،یہ ایک بہت بڑی دانشمندی تھی(۲۲)۔کیونکہ اس سے بادشاہ ناراض ہوتا اور گورو نئی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے۔عالمگیر کو جب پنجاب میں ان تبدیلیوں کا پتا چلا تو اس نے مفاہمت کے لیے فرمان جاری کر کے گورو کو اپنے پاس بلایا۔گورو نے جواب میں چودہ سو فارسی اشعار پر مشتمل ایک طویل خط بعنوان ظفر نامہ لکھا۔اس خط (نظم) میں گورو نے اپنا دکھ بیان کرتے

ہوئے لکھا کہ ''اسے بے اولاد، بن ماں اور بے گھر کر دیا گیا ہے۔ اپنے خاندان اور پیاروں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ روزِ جزا آخر ایک دن آئے گا اور زیادتی کرنے والوں کو خالق کائنات کے سامنے اپنی زیادتیوں کا حساب دینا ہوگا''۔ بادشاہ کو یہ خط پڑھ کر بڑا رنج ہوا اور دوبارہ گورو سے ملنے کو کہا۔ گورو بادشاہ سے ملنے دکن جاتے ہوئے ابھی راستے میں ہی تھے کہ ۸۹ سالہ بادشاہ ۳ مارچ ۱۷۰۷ء کو انتقال کر گیا۔ گورو ۱۷۰۷ء کے موسم گرما میں شاہ عالم اول (حکمرانی ۱۷۰۷۔۱۲ء) سے آگرہ میں جا کر ملے۔ نئے بادشاہ نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور قیمتی تحائف عنایت کیے۔ گورو بادشاہ کے ہمراہ اس امید کے ساتھ دکن چلے گئے کہ انہیں آنند پور واپس مل جائے گا۔ شاہ عالم اول نے پہاڑی سرداروں کی وجہ سے لیت و لعل سے کام لیا۔ یہ حقیقت جب گورو پر آشکارہ ہوئی تو وہ شاہی کیمپ سے الگ ہو کر مہاراشٹر میں دریائے گوداوری کے کنارے ناندبڑ کے مقام پر رہنے لگے۔ اس مقام پر گورو نے ڈوگرہ راجپوت بندہ بیراگی (۱۶۷۰۔۱۷۱۴ء) کو اپنا دنیوی جانشین مقرر کیا اور کچھ دن بعد ۷/اکتوبر کو ایک افغان باشندے گل خاں نے اپنے دادا پائندہ خان کے قتل کے انتقام میں گورو کو ہلاک کر دیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ گھوڑوں کی خرید و فروخت میں چپقلش کی وجہ سے گورو قتل ہوئے (۲۳)۔ وہاں گورو کی یاد میں گوردوارہ ابچل نگر حضور صاحب آج بھی شاندار انداز میں قائم ہے۔

گورو گوبند سنگھ کے بعد بندہ سنگھ بہادر بیراگی نے مغل حکومت کے خلاف ایک مسلح مہم شروع کی۔ ۱۷۰۹۔۱۰ء میں ستلج پار کئی علاقوں مثلاً ساڈھورا، سنام، سمانہ، سرہند (۲۴) اور بست جالندھر دوآب پر قبضہ کر لیا۔ آخری وقت بندہ کی فوج میں ستر اسّی ہزار سکھ شامل تھے (۲۵)۔ لاہور کے صوبے دار سید اسلم خاں نے بندہ کے حملوں کا تدارک رضا کارانہ حیدری فوج تشکیل دے کر کیا۔ جب یہ دل شکن خبریں شاہ عالم اول تک پہنچیں تو بادشاہ بندہ کی سرکوبی کرنے کے لیے شاہی فوج کے ہمراہ خود پنجاب آیا۔ سکھوں کو مکمل ختم کرنے کے لیے اخبار دربارِ معلیٰ اور مفتاح التواریخ کے مطابق ۱۰/دسمبر ۱۷۱۰ء کو شاہی فرمان جاری کیا گیا۔ بعد ازاں فروری ۱۷۱۳ء میں بادشاہ فرخ سیر (حکمرانی ۱۷۱۳۔۱۹ء) نے بھی اسے دہرایا کہ وہ تمام لوگ جو سکھ مت سے متعلق ہیں یا نانک کے پرستار ہیں انہیں جہاں کہیں دیکھا جائے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اس حکم پر عملدر آمد کرنے والوں کو انعام دیا جائے گا۔ بقول جان مالکم (John Malcolm) ہر سکھ کے سر کے بدلے انعام رکھا گیا تھا (۲۶)۔ مشتعل مسلمانوں نے سکھوں کے لیے زمین تنگ کر دی۔ ۱۷ دسمبر ۱۷۱۵ء کو بندہ اور اس کی فوج نے ہتھیار ڈال دیے۔ بندہ اور اس کے خاندان کو ۷۴۰ قیدیوں کے ہمراہ دہلی لے جا کر ۱۹/جون ۱۷۱۶ء کو قتل کر دیا گیا (۲۷)۔ اس کے بعد ایسا محسوس ہونے لگا کہ سکھ تحریک ختم ہو گئی ہے۔ مگر درحقیقت وہ زیر زمین چلی گئی تھی۔ نادر شاہ درانی کے دہلی پر حملے (۱۷۳۸۔۳۹ء) (۲۸) کے وقت یہ تحریک پھر نمودار ہوئی جو پنجاب میں سکھوں کی بارہ مثلوں کے قیام کا سبب بنی۔ ابدالی کے ۹ حملوں (۱۷۴۸۔۶۹ء) اور تسلط (۲۹) کے بعد پنجاب میں سکر چکیہ مثل کے مثلدار رنجیت سنگھ کی حکومت قائم ہوگئی۔ جس کا تسلسل برطانوی راج کے قائم ہونے (۱۸۴۹ء) تک جاری رہا (۳۰)۔

آخر میں کہا جاسکتا ہے کہ بلاشبہ مجموعی طور پر مسلمان حکمران اور عوام سکھوں کی توحیدی پنتھ کی بڑی عزت کرتے تھے۔لیکن ہندوؤں نے جس انداز میں سکھوں کی کارناموں اور احوال کو محفوظ کیا اس نے دونوں قوموں میں نفرت کے بیج بوئے۔ابتدامیں ہندوہی تاریخی واقعات رقم کرتے تھے۔جہانگیر کے ہاتھوں گوروارجن، عالمگیر کے ہاتھوں گوروتیغ بہادر اور سرہند کے صوبیدار وزیر خاں کے ہاتھوں صاحبزادوں کے قتل کی تاریخ کو اس طرح قلمبند کیا گیا ہے کہ مسلمان حکمران بڑے ظالم اور سکھوں کے دشمن تھے۔حالانکہ ان واقعات میں ہندوبھی برابر کے شریک تھے۔دراصل ہندوؤں اور سکھوں کا تمدنی نقطۂ نظر ایک ہے اور ہندوسکھوں کو مغلوں سے لڑا کر کمزور کرکے اپنے اندر جذب کرنا چاہتے تھے۔ہندواکابرین مغلیہ عہد میں ہمیشہ یہ دعویٰ کرتے رہے کہ سکھ بھی ایک ہندوفرقہ ہے۔سکھ وِدوانوں نے اس کے برعکس سکھوں کو ہندوؤں سے الگ قوم قرار دیا اور کہا کہ سکھ پنتھ کا بنیادی نقطہ توحیدِ خداوندی ہے اور ہندوبتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ہندوؤں کی طرح انگریزوں نے بھی ''لڑاؤ اور راج کرو'' کی پالیسی اختیار کی اور بہت سے مٹے ہوئے نشانات کو ابھارا گیا اور نئے نئے اختلافی مسائل پیدا کرکے فرقہ وارانہ تصادم کی آبیاری کی گئی۔آزادی کے وقت ۱۹۴۷ء میں جو بدترین کشت وخون ہوا اس کا سبب بھی وہی تعصب تھا جو اِس غلط اور بے بنیاد تاریخ کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف سکھوں کے اور ہندوؤں و مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بھر دیا گیا تھا۔

## مراجع وحواشی

(۱) احمد، رشید۔تاریخ مذاہب،ص ۱۶۱،کوئٹہ: زمرد پبلی کیشنز، (۲۰۰۵ء)

(۲) بھلیر، نریندرسنگھ۔سکھوں کے لیے ہندواچھے یا مسلمان،ص ۵،جالندھر: موہن پریس، (۱۹۶۶ء)

(۳) بسمل، غلام مصطفی۔تاریخ پنجاب،ص ۲۱۸؛ لاہور: ایورنیو بک پیلس، (۱۹۹۸ء)، اشوک، شمشیر سنگھ۔حقائق سکھ تواریخ،ص ۵۴، امرتسر: آزاد بک ڈپو، (۱۹۸۳ء)

(۴) ہندی، کنھیالال۔(مطبوعہ ۱۸۷۷ء)، تاریخ پنجاب، (مرتبہ کلب علی خاں فائق) لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۵ء

(۵) چوتھے گورورامداس نے اپنی بیٹی بھینی کی خواہش پر اس کی اولاد سے موروثی گوروؤں کا سلسلہ شروع کردیا۔

(۶) امرتسری، ابوالامان۔سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کی دیواریں، ماہنامہ قومی ڈائجسٹ،ص ۲۰۶۔لاہور، اگست ۱۹۸۴ء، یہ مضمون مصنف کی کتاب سکھ مسلم تاریخ حقیقت کے آئینے میں، (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۵ء) کی تلخیص ہے۔

(۷) نارنگ، گوکل چند۔Transformation of Sikhism،ص ۴۵، لاہور: نیوبک سوسائٹی، (۱۹۴۶ء)، توزک جہانگیری (اردوترجمہ اعجاز الحق قدوسی)،ص ۱۵۳، لاہور ۱۹۶۸ء

(۸) امرتسری، ابوالامان کا محولہ مضمون،ص ۲۱۰

(۹) اشوک، شمشیر سنگھ کی محولہ کتاب،ص ۱۷

(۱۰) بھلیر، نریندرسنگھ کی کی محولہ کتاب،ص ۱۱

(۱۱) زمان، فخر۔پنجاب پنجابی اور پنجابیت،ص ۱۵۹ اور ۱۶۰، (مرتبین احمد سلیم، امجد علی بھٹی) لاہور: الحمد پبلی کیشنز، (۲۰۰۳ء)

(۱۲) اکال تخت میں دسم گرنتھ صاحب (یادسویں پادشاہی گوروگوبند سنگھ کا گرنتھ) رکھا اور پڑھا جاتا ہے۔یہاں مختلف جرائم کے اقبال پر گناہ گاروں کو سزائیں تجویز کی جاتی ہیں۔اگر گناہ گار غریب ہوتو اسے ہرمندر کی صفائی یا لنگر کے برتن دھونے پر بھی لگایا جاسکتا ہے۔

(۱۳) بھلیر، نریندر سنگھ کی مذکورہ بالا کتاب، ص ۱۵

(۱۴) لطیف، سید محمد۔( مطبوعہ ۱۸۸۱ء)، تاریخ پنجاب (ترجمہ افتخار محبوب، ص ۵۱۳ تا ۵۱۵)، لاہور: تخلیقات، ۱۹۹۴ء

(۱۵) اشوک، شمشیر سنگھ کی محولہ کتاب، ص ۱۰۴ اور ۱۰۵

مٹی مسلمان کی پیڑے پئی کمہیار
گھڑ بھانڈے اِٹاں کیا جلدی کرے پکار
جل جل روئے پپڑی جھڑ جھڑ پوہ انگیار
نانک جن کرتے کارن کیا سوجانے کرتار

ترجمہ: مسلمان کی مٹی کمہیار کے چاک پر آئی
مسلمان کی مٹی کمہیار کے چاک پر آئی
اور کہنے لگی کہ جلدی برتن اور اینٹیں تیار کرو
جلتے جلتے لکڑی سے کوئلہ گرتا ہے
اے نانک جس خدا نے یہ سب کچھ کیا وہی جانتا ہے

(۱۶) MacAuliffe, M. A. (1909). "The Sikh Religion". Vol: 4, Oxfor: Oxford University Press, p. 275 & 314

(۱۷) اشوک، شمشیر سنگھ کی محولہ کتاب، ص ۳۴

(۱۸) لطیف، سید محمد کی محولہ کتاب، ص ۵۲۰ ۱ کرام علی ملک نے یہ حوالہ میر غلام حسین خاں طباطبائی کی کتاب سیر المتاخرین مطبوعہ ۱۷۲۷ء سے دیا ہے۔تاریخ پنجاب، لاہور: ص ۱۱۴، سلمان مطبوعات، (۱۹۹۰ء)

(۱۹) ہندی، کنھیا لال کی محولہ کتاب، ص ۴۰؛ گریوال، جے۔ایس۔سکھ: مذہب تاریخ سیاست (ترجمہ امجد محمود، ص ۸۱)، لاہور: بک ہوم، (۲۰۰۷ء)

(۲۰) Singh, K. (1977). "A History of the Sikhs: 1469-1838". (Ist Ed.), Delhi: Oxford University Press, p. 177

(۲۱) لطیف، سید محمد کی محولہ کتاب، ص ۵۳۰، اکرام علی ملک کی محولہ کتاب تاریخ پنجاب، جلد اول قدیم دور تا جنگ آزادی، ص ۱۱۷، ۱۸۵۷ء، ٹی ایس مارٹن رنجیت نامہ (ترجمہ محمد مجیب) ص ۳۷، لاہور، العصر پبلی کیشنز ۲۰۰۸ء (۲۲) لطیف، سید محمد کی محولہ کتاب، ص ۵۳۲

(۲۳) ہندی، کنھیا لال کی محولہ کتاب ص ۶۲؛ لطیف، سید محمد کی محولہ کتاب ص ص ۵۳۴ تا ۵۳۶؛ گیانی عباد اللہ، سکھ: اسلامی عہد میں، ص ۱۷۵، لاہور: کتاب منزل، (۱۹۴۸ء)

(۲۴) سرہند کے صوبیدار وزیر خاں اور اس کی تین چار ہزار جوانوں پر مشتمل فوج اگرچہ جوانمردی سے لڑی۔لیکن اسے بندہ کی بیس ہزار فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔وزیر خاں کی لاش کو کوؤں اور چیلوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا۔

(۲۵) چوہدری، عزیز احمد۔پنجاب مغلوں کے عہدِ زوال میں، ص ۲۹؛ کھاریاں پنجاب ریسرچ فاؤنڈیشن، (۱۹۸۰ء)، سنگھ، گنڈا۔ Banda Singh Bahaduri، ص ۴۴، امرتسر، مؤلف کی شائع کردہ، (۱۹۳۵ء)

(۲۶) سنگھ، گنڈا۔ The Punjab's Struggle for Freedom in the Punjab Past and Present, P.337، پٹیالہ: پنجابی یونیورسٹی، جلد X-II، ۱۹۷۶ء

(۲۷) خشونت سنگھ کی محولہ کتاب، ص ۱۱۳ تا ۱۱۷، جے ایس گریوال کی محولہ کتاب، ص ۹۳

(۲۸) تفصیل دیکھیے: لارنس لاک ہارٹ، نادرشاہ (ترجمہ طاہر منصور فاروقی) لاہور، تخلیقات ۲۰۰۷ء

(۲۹) تفصیل دیکھیے: گنڈا سنگھ، احمد شاہ ابدالی، لاہور، الحمد پبلی کیشنز سنہ ندارد۔

(۳۰) سکھ اور پنجاب میں مسلم رہنماؤں کے عہد کا تاریخی تقابل ملاحظہ فرمایئے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| لودھی خاندان | ۱۴۵۱ء ۔ ۱۵۲۶ء | گورونانک | ۱۴۹۹ء ۔ ۱۵۳۹ء |
| ظہیرالدین بابر | ۱۵۲۶ء ۔ ۱۵۳۰ء | گوروانگر | ۱۵۳۹ء ۔ ۱۵۵۲ء |
| نصیرالدین ہمایوں | ۱۵۳۰ء ۔ ۱۵۴۰ء | گوروامرداس | ۱۵۵۲ء ۔ ۱۵۷۴ء |
| سوری خاندان | ۱۵۴۰ء ۔ ۱۵۵۵ء | گوروامرداس | ۱۵۷۴ء ۔ ۱۵۸۱ء |
| نصیرالدین ہمایوں | ۱۵۵۵ء ۔ ۱۵۵۶ء | گوروارجن | ۱۵۸۱ء ۔ ۱۶۰۶ء |
| جلال الدین اکبر | ۱۵۵۶ء ۔ ۱۶۰۵ء | گوروہرگوبند | ۱۶۰۶ء ۔ ۱۶۴۴ء |
| نورالدین جہانگیر | ۱۶۰۵ء ۔ ۱۶۲۷ء | گوروہررائے | ۱۶۴۴ء ۔ ۱۶۶۱ء |
| شہاب الدین شاہجہاں | ۱۶۲۸ء ۔ ۱۶۵۷ء | گوروہرکش | ۱۶۶۱ء ۔ ۱۶۶۴ء |
| اورنگزیب عالمگیر | ۱۶۵۸ء ۔ ۱۷۰۷ء | گوروتیغ بہادر | ۱۶۶۴ء ۔ ۱۶۷۵ء |
| شاہ عالم اول | ۱۷۰۷ء ۔ ۱۷۱۲ء | گوروگوبندسنگھ | ۱۶۷۵ء ۔ ۱۷۰۸ء |
| جہاندادشاہ | ۱۷۱۲ء ۔ ۱۷۱۳ء | بندہ بیراگی | ۱۷۰۸ء ۔ ۱۷۱۶ء |
| فرخ سیر | ۱۷۱۳ء ۔ ۱۷۱۹ء | سکھ حکمرانی کے لیے جدوجہد | ۱۷۱۶ء ۔ ۱۷۶۴ء |
| محمد شاہ | ۱۷۱۹ء ۔ ۱۷۳۸ء | سکھ مثلوں کی حکمرانی | ۱۷۶۴ء ۔ ۱۷۹۹ء |
| نادرشاہ کا حملہ | ۱۷۳۸ء ۔ ۱۷۳۹ء | رنجیت سنگھ | ۱۷۹۹ء ۔ ۱۸۳۹ء |
| احمد شاہ | ۱۷۴۸ء ۔ ۱۷۵۴ء | جانشین رنجیت سنگھ | ۱۸۳۹ء ۔ ۱۸۴۹ء |
| ابدالی کے حملے | ۱۷۴۸ء ۔ ۱۷۶۹ء | برطانوی راج | ۱۸۴۹ء ۔ ۱۹۴۷ء |